''بچوں کی پٹائی کا شرعی حکم''

(دارالعلوم کراچی کا فتویٰ)

جس پر شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم اور مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب، مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب اور دیگر بڑے بڑے مفتیانِ کرام کے دستخط ہیں۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی نے سوال پوچھا ہے'' کہ آج کل بعض مدارس عربیہ میں قرآن کریم کے حفظ وناظرہ کے درجہ کے اساتذۂ کرام بچوں کو سبق کچا یاد ہونے پر یا بالکل یاد نہ ہونے پر اس قدر مارتے ہیں کہ بچے کے جسم پر بہت واضح قسم کے لال یا نیلے نیلے نشان پڑتے ہیں اور جسم پر سوجن آجاتی ہے یا زخم آجاتے ہیں اور معصوم بچے اس مار پیٹ کی وجہ سے بہت زیادہ خوفزدہ ہوجاتے ہیں، مدرسہ جانے کے نام سے چڑ جاتے ہیں اور بہت روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قاری صاحب بہت مارتے ہیں اور بعض بچے مدرسہ چھوڑ دینے کا مطالبہ کرتے ہیں اور لارڈ میکالے کی تعلیم (یعنی اسکول کی تعلیم) کے لیے ضد کرتے ہیں''۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کو اصولی جواب یہ ہے کہ استاد کو چاہیے کہ وہ حفظ وناظرہ کے بچوں کو شفقت ونرمی سے پڑھائے، بے جا سختی ڈانٹ ڈپٹ اور مار پیٹ سے کام نہ لے بلکہ اپنے رعب سے کام چلائے۔اس کے باوجود اگر کوئی طالب علم سبق یاد

نہیں کرتا اور وقت ضائع کرتا ہے تو اس طالب علم کی اصلاح کی غرض سے اس کی مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے استاد اس کی صرف کھلے ہاتھ سے ہلکی پٹائی کرسکتا ہے، استاد کا طالب علم کو ڈنڈے سے مارنا جائز نہیں بلکہ ہاتھ سے بھی زیادہ سے زیادہ تین دفعہ اس کو ہلکی مار لگا سکتا ہے جس سے بدن پر نشان نہ پڑے نیز چہرے پر اس کو ہرگز نہ مارے اور جسم کے دیگر نازک حصوں پر نہ مارے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا ضَرَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَتَّقِ الْوَجْهَ. (رواہ ابوداؤد ۳۱۶)

ابوداؤد شریف کی حدیث ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی مارے تو چہرے سے بچے (یعنی چہرے پر نہ مارے)...

اور فتاویٰ شامی کی عربی عبارت کا ترجمہ ہے کہ...

تین دفعہ ہاتھ سے ہلکی پٹائی (جس سے بدن پر نشان نہ پڑے) تجاوز نہ کریں اور اس طرح استاد کو بھی چاہیے اور ان کے لیے جائز نہیں کہ تین دفعہ سے تجاوز کریں۔ نبی علیہ السلام نے استاد مرد سے فرمایا تین دفعہ سے زیادہ مارنے سے بچو اگر آپ نے تین دفعہ (ہاتھ سے ہلکی پٹائی) سے زیادہ مارا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا قصاص لے گا.... حضرت اسماعیل رحمہ اللہ نے بچوں کے احکام میں لکھا ہے کہ نماز کے علاوہ بچوں کو لاٹھی سے نہیں مارا جائے گا۔ (ج۱،ص ۳۵۲، فتاویٰ شامی)

اب مندرجہ بالا استفتاء کے ضمن میں سائل نے چھ سوالات کیے ہیں۔ جن کو بالترتیب مع جوابات کے نقل کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر۱: کیا اساتذہ کرام کو ہماری شریعت مطہرہ نے یہ اجازت دی ہے کہ وہ بچوں کو جو کہ علمِ دین شوق سے سیکھنے آتے ہیں، ان کو سبق کچا یاد ہونے یا یاد نہ ہونے پر اس قدر ماریں کہ وہ علم دین سیکھنے کو خیر باد کہہ دیں؟

جواب: اس قدر مارنا ہرگز جائز نہیں۔

سوال نمبر۲: اساتذہ کرام بچوں کے منہ پر بھی تھپڑ مارتے ہیں جو کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی خلاف ہے اگر بچہ اس علم دین سیکھنے کو چھوڑ کر انگریز کی تعلیم کی طرف چلا گیا تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا، بچہ یا اساتذہ کرام؟ جن کی مار پٹائی کی وجہ سے بچہ دینی تعلیم سے محروم ہو گیا اور اہلِ مدارس سے نفرت کرنے لگا۔

جواب: منہ پر مارنا جائز نہیں اور اگر استاد کی بہیمانہ پٹائی سے کوئی بچہ بھاگ گیا اور قرآن کریم کی تعلیم ترک کر دی تو اس کا گناہ استاد پر ہوگا۔

سوال نمبر۳: کیا جو اساتذہ کرام بچوں کو سخت مار مارتے ہوں ان کی اللہ پاک پکڑ فرمائے گا یا معاف کر دے گا؟ کیوں کہ بعض اساتذہ کرام مارنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ گھر پر نہیں بتانا اور بات کو یعنی پٹائی کو بھول جاؤ، انتظامیہ کو پتہ نہ چلے۔ اس طرح اگر بچہ معاف کر دے تو کیا بچے کی اس زبردستی معافی کا اعتبار ہے یا نہیں جبکہ بچہ معصوم ہو؟

جواب: استاد کا بچہ کو سخت مار مارنا جائز نہیں، اس پر استاد کی پکڑ ہوگی۔ ایسی مار پر استاد کا اپنی مار کو انتظامیہ یا بچہ کے گھر والوں سے چھپانا اس گناہ سے بچنے کے لیے ہرگز کافی نہیں۔ اگر بچہ بالغ ہے تو اس سے معافی مانگیں اور اگر نابالغ ہے تو فی الحال اس کی معافی معتبر نہیں ہاں بالغ ہونے کے بعد معاف کر سکتا ہے

اور اللہ تعالیٰ سے توبہ بھی کرے تب معافی ہوگی۔

سوال نمبر۴: اگر انتظامیہ کو شکایت کی جاتی ہے تو بعض مرتبہ انتظامیہ یہ جواب دیتی ہے کہ استاد کا حق ہے مارنے کا اور اگر آپ کو اعتراض ہے تو اپنے بچے کو مدرسہ سے اٹھالیں کہیں اور داخل کردیں، کیا ایسا جواب دینا درست ہے حالاں کہ وہ مدرسہ اہلِ خیر حضرات اور اہلِ محلّہ کے چندے سے چل رہا ہو جبکہ پاس کوئی دوسرا مدرسہ بھی نہ ہو اس طرح بچے کا علمِ دین سے دور ہونے کا گناہ انتظامیہ پر ہوگا یا نہیں؟

جواب: انتظامیہ کا اس طرح کہنا جائز نہیں بلکہ انتظامیہ پر واجب ہے کہ وہ اساتذہ کو خلافِ شرع بچوں کو مارنے سے منع کرے اور اگر وہ منع نہیں کرتی بلکہ اساتذہ کے اس فعل کی تائید کرتی ہے تو اس صورت میں اساتذہ کے خلافِ شرع مار لگانے کے گناہ میں انتظامیہ بھی شامل ہوگی۔

سوال ۵: بعض قاری حضرات یہ بات بھی کہتے ہیں کہ بچہ کے جسم کی جس جگہ علمِ دین سیکھنے کے لیے پٹائی لگے گی جہنم جسم کے اس حصہ کو نہیں جلائے گی، کیا یہ بات صحیح ہے اور استاد سے اس بارے میں کوئی پوچھ نہیں ہوگی؟

جواب: یہ محض غلط ہے۔

سوال ٦: والدین کا شوق تھا بچے کو علمِ دین سکھانے کا مگر بچہ اس طرح مار پٹائی کی وجہ سے علمِ دین سیکھنے سے محروم ہوگیا تو کیا والدین کو اس شوق اور کوشش پر اجر ملے گا یا نہیں؟

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ ان کو اپنی محنت و کوشش کرنے کا ثواب ملے گا۔